

مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی
استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

شیخ الحدیث مولانا انظرشاہ کشمیری کا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور مولانا سمیع الحق مدظلہ کیساتھ عقیدت و تعلق خاطر مکاتیب کے آئینہ میں (مولانا انظرشاہ کشمیری بنام مولانا سمیع الحق)

قصائے الہی بلا امتیاز ادنیٰ آدمی سے لے کر بغیر تک سب کے دروازے پر دستک دیتی ہے۔ ہر کسی کو فنا کے پردے
میں جانا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان الموت الذی تفرون منه فانه ملقیکم
”جس موت سے تم راہ فرار اختیار کرتے ہو وہ تمہیں ضرور پالے گی“

فلک جام و جہاں ساقی اجل مئے خلأق بادہ نوش مجلس دئے
خلاصی نیست اصلاً بیچ کس را ازیں جام و ازیں ساقی ازیں مئے

بعض لوگوں کی رحلت ان کے اہل خانہ کے لئے نقصان کا باعث ہوتی ہے اور بعض کا گاؤں، شہر اور علاقہ
کے لوگوں کے لئے جب کہ بعض کی موت سے پوری کائنات کو نقصان ہوتا ہے۔ موت العالم موت العالم۔ زمانہ جتنی
تیزی سے قیامت کی طرف بڑھ رہا ہے اتنی ہی تیزی سے بڑے بڑے جبال علم و عمل رخصت ہوتے جا رہے ہیں۔
دارالعلوم دیوبند (وقف) کے شیخ الحدیث مولانا انظرشاہ کشمیریؒ بھی ۲۶ مارچ ۲۰۰۸ء بروز ہفتہ اس دار فانی سے کوچ
کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کی اندوہناک خبر اخبار سے علم میں آئی۔ نماز جنازہ مولانا سالم
قاسمی، مہتمم دیوبند نے پڑھائی۔

آپ محیر العقول حافظے کے عظیم محدث علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے سب سے چھوٹے فرزند رشید تھے۔ شیخ
الحرب والعم مولانا حسین احمد دہلویؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا اعجاز علیؒ، مولانا مفتی کفایت اللہؒ اور دیگر
اکابرین دیوبند کی سیرت و سوانح، احوال و واقعات اور کمالات کا ذکر خیر بچپن ہی سے سن شعور سے قبل گھر میں جدِ مکرّم شیخ
الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے سنتے آئے ہیں۔ اگر میں یوں کہوں کہ دیوبند اور اکابرین دیوبند سے عقیدت و
محبت ہمیں گھٹئی میں پلائی گئی تو غلط نہ ہوگا۔ ان اکابرینؒ کو دیکھنے کا موقع تو نصیب نہیں ہوا، تاہم ان کی مجالس کی باتیں
انتہائی عقیدت و احترام کیساتھ اساتذہ اور خصوصاً شیخ الحدیثؒ سے سنتے آئے ہیں۔

احب الصالحین و انت منهم لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

اکابرین دیوبند میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی جامعیت، تبحر علمی، زکاوت و ذہانت، تقویٰ و تدین اور بے نظیر حافظہ کے

فقید المثال واقعات علماء اور عوام میں زبانِ زوِ خاص و عام ہیں۔ مولانا انظر شاہ کشمیریؒ بھی الموند سر لا بیہ کے مصداق، عظیم علمی مقام پر فائز تھے۔ ان کے مختصر حالات کچھ یوں ہیں:

پیدائش: ۱۴ شعبان ۱۳۴۷ھ بمطابق ۱۹۲۷ء شبِ برات کو ہوئی۔

تعلیم و تعلم: سن شعور کو پہنچنے ہی دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔ اور ابتدائی درجات سے لے کر فراغت تک دارالعلوم دیوبند سے مربوط رہے۔ دینی تعلیم کے علاوہ عصری تعلیم ایف اے ادیب فاضل اور پھر عربی فاضل کی اسناد امتیازی نمبروں سے حاصل کیں۔ **فراغت:** ۱۹۵۳ء میں دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوئے۔

تدریس: تکمیل علوم کے فوراً بعد ۱۹۵۴ء میں دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت استاد ترقی عمل میں آئی۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۸۲ء تک یہیں رہے اور بعد میں جب دیوبند کی تقسیم ہوئی تو دارالعلوم دیوبند (وقف) کے ساتھ تادمِ وفات منسلک رہے۔ دارالعلوم دیوبند کے عظیم مسندِ حدیث پر بغور شیخ الحدیث کئی عشروں تک خدمات انجام دیں۔ اس دوران ہزاروں طلباء آپ سے مستفید ہوتے رہے۔

بیعت و ارشاد: روحانیت سے وابستگی انہیں ورثے میں ملی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہوئی۔ ان کی وفات کے بعد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ساتھ تعلق قائم ہوا۔ اس کے بعد حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ سے خلعتِ خلافت ملی۔

تصنیف و تالیف: تعلیم و تدریس کے علاوہ تحقیق و تصنیف کے میدان میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثال خوبیوں سے نوازا تھا ایک درجن سے زائد تصانیف فرمائیں۔ کچھ زمانے تک شعر و شاعری کا مشغلہ ”یورش“ کے مخلص سے رہا۔ مجلس احرار اسلام ہند: آپ مجلس احرار اسلام ہند کے سرپرست تھے اور تحفظِ ختم نبوت کے مشن میں والد کی طرح پوری توانائی کے ساتھ مصروف تھے۔ اسی مقصد کے لئے ہندوستان میں فتنہ قادیانیت کی بیخ کنی اور محاسبہ و تعاقب کے لئے احرار اسلام کو منظم کیا۔

اولاد: آپ کی اولاد میں ایک بیٹا مولانا احمد خضر شاہ مدظلہ فاضل دیوبند ہیں جو ۱۹۸۱ء سے دارالعلوم میں تفسیر و حدیث پڑھا رہے ہیں اور ساتھ ہی نائب ناظم تعلیمات بھی ہیں۔ ان کے علاوہ چھ بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ پسماندگان کو ممبر جمیل سے نوازے۔

مولانا انظر شاہ کشمیریؒ کا جید کرم شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے ساتھ انتہائی عقیدت و احترام کا تعلق رہا۔ اس کا بیان احقر سے سننے کے بجائے خود ہی ان کے مخطوط میں ملاحظہ فرمائیں گا۔ اسی طرح حضرت عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کے ساتھ ان کے قریبی برادرِ اندامِ خلاص پر مبنی ربط و تعلق رہا۔ جلدِ الحق کے ساتھ اکی دہائی تک بھی ان کے مخطوط میں واضح ہو کر سامنے آئے گی۔ موصوف کا دارالعلوم جہانپور میں دورِ ایک ہی دفعہ ہوا تھا۔ دارالعلوم جہانپور میں

آپ کیلئے اجتماعی فاتحہ خوانی اور رفع درجات کی دعائیں کی گئیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمتہ واسعہ
احقر کا حقانیہ کی طرف سے تعزیت کے لئے ہندوستان دارالعلوم دیوبند جانے کا بھی ارادہ ہے، لیکن افسوس کہ ویزوں
کے طویل جھنجھو اور دونوں ممالک کی باہمی چٹقلش کی وجہ سے یہ ممکن نہیں ہو پا رہا ہے۔

مکتوبات مشاہیر پون صدی کی تاریخ:

اپنے اصل موضوع کی طرف آنے سے قبل واضح کر دوں کہ یہ خطوط جس ذخیرے سے لئے گئے ہیں وہ شیخ
الحديث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور حضرت مولانا سید الحق مدظلہ کے نام برصغیر اور عالم عرب و غرب کے ہزاروں
مشاہیر اکابر علماء ادباء و علماء سیاستدانوں، حکمرانوں اور صحافیوں کے خطوط کا مجموعہ ہے جو پون صدی کے علم و ادب، جہاد
سیاست اور عالم اسلام کے مد و جزر کی تاریخ پر مبنی ہے۔ جسے غفریب ان شاء اللہ شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرت
مولانا سید الحق مدظلہ ان دنوں خود ان مکاتیب کی تدوین و ترتیب مکتوب نگاروں کے مختصر احوال و حواشی اور واقعاتی پس
منظر تحریر کرنے کے کام میں مصروف عمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ عظیم علمی تحقیقی تاریخی دینی وادبی کام جلد سے
جلد منظر عام پر آئے۔ (امین)

۱۷ مئی ۱۹۷۵ء برادر کرم و محترم، زید مجاہد! سلام مسنون، گرامی نامہ پہونچا۔

نقش دوام سوانح علامہ کشمیری کا ارسال: واقعہ آپ کو نقش دوام کا یہو پنجاہ کی کوتاہی ہے یہ آپ کی محبت و تعلق
خاطر کی بات ہے کہ آپ نے مطالبہ سے سرفراز فرمایا۔ کتاب کو قیما بیجئے گا کوئی سوال ہی نہیں ہدیہ و برائے تہرہ آپکو
عقرب پہونچ جائیگی کسی مناسب ذریعہ کا منتظر ہوں اگر کوئی کارآمد وسیلہ بہم پہونچا تو اسکی معرفت ورنہ ڈاک سے
روانہ کر دوں گا۔

ماہنامہ ”الحق“ کی ترسیل کی فرمائش: مگر اسکو یاد رکھئے کہ میں نے ایک بار آپ سے عریفہ کے ذریعہ ”الحق“ کی
درخواست کی تھی جسکی کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ حالانکہ میں ”الحق“ کے مطالعہ سے بھی محروم ہوں آپکے والد ماجد مفتحات
روزگار میں سے ہیں انکی صحت و عافیت و درازی عمر ہر قریب و بعید کی تمنا و آرزو ہے۔ خدائے تعالیٰ انکو عافیت
عطا فرمائے اور اس خلل عاطفت کو درازی نصیب ہو۔ انکی خدمت میں میرا نیا زندانہ سلام عرض کریں۔

والسلام انظر شاہ

۱۲ ستمبر ۱۹۷۵ء برادر عزیز مولانا سید الحق صاحب زید لطفہ، سلام مسنون! الحق کا شمارہ برائے رمضان

المبارک موصول ہوا۔ اسیں ”جگ بیتی اور آپ بیتی“ کا ایک عنوان جو جو خان غازی کا علمی کلم سے ہے۔

علامہ کشمیری کا تعلق پٹھانوں سے جوڑنا غلط: والد مرحوم سے متعلق یہ تحریر کا ذیب، اغلوطات کا مجموعہ

ہے۔ اس خدا کے بندے کو یہ بھی معلوم نہیں کہ والد مرحوم کی پیدائش انکی تہیال ”دودھوان“ میں ۱۲۹۲ھ میں ہوئی ہے۔ دودھوان وادی لولاب پر واقع ہے نہ کہ وادی نیلم یا نیلاب میں۔ میرے دادا مرحوم مولانا معظم شاہ صاحب مظفر آباد سے موضع ”درو“ میں منتقل ہو گئے تھے یہ وادی لولاب ہی میں واقع ہے۔ دیوبند کے داخلہ کے وقت صرف ایک بار انہوں نے مظفر آبادی لکھا ہے بعد کے تمام رجسٹروں میں والد مرحوم کے ساتھ کشمیری ہی لکھا ہوا ہے۔ خان غازی کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ خود مظفر آباد بھی کشمیر میں شامل ہے۔ پھر اللہ کے بندے نے میرے بہنوئی مولانا احمد رضا صاحب کو ”پٹھان“ لکھ دیا حالانکہ وہ نجیب الطرفین سادات میں سے ہیں۔ اور انکا شجرہ محفوظ ہے۔ ہماری کوئی بہن پٹھانوں میں نہیں گئی اور نہ پٹھانوں سے اول و آخر میں کوئی قربت ہے۔ یہ تصریحات حقائق کو محفوظ رکھنے کیلئے ہیں۔ عیاذ باللہ پٹھانوں کو کمتر سمجھنے کے جذبہ کو ظاہر نہیں کرتیں۔ واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل۔ اسی شمارہ میں مولانا عبد اللہ صاحب شجاع آبادی کے بھی ملفوظات ہیں۔ اسمیں بھی کافی غلطیاں ہو گئیں مثلاً حضرت نانوتویؒ کا ایک واقعہ کہ ”انکی خدمت میں گنگوہ سے ایک حجام آیا تو انہوں نے اسکا پر تپاک خیر مقدم کیا اور آنحوالے کی رونمائی یہ کہتے ہوئے کراتے تھے کہ میرے مرشد کی بستی سے آیا ہے“ حالانکہ حضرت کے مرشد ”تھانہ بھون“ کے ہیں نہ کہ ”گنگوہ“ کے، انہیں ملفوظات میں رسول اکرم ﷺ کو ”یار“ سے تعبیر کیا گیا ہے یہ تعبیر سقیم بھی ہے اور سوء ادبی کی مظہر بھی، حضرت گنگوہیؒ سے بھی متعلق بعض واقعات غلط درج کئے گئے ہیں۔ حیرت ہے کہ آپ جیسے ذکی، فاضل اور باخبر مدیر کی ادارت میں شائع ہونوالے مجلہ میں یہ خرافاتی قصے حقائق بن کر کیسے شائع ہو گئے انکی تردید ضروری ہے۔ خصوصاً والد مرحوم سے متعلق افراد تو شدید تردید کا مطالبہ کرتے ہیں۔ احقر آپکی خدمت میں ”نقش دوام“ بھی پیش کر چکا ہے۔ پھر یہ اغلاط کیسے شائع ہو گئے؟ یا سبحات اللہ الحق میں اور یہ الکذب۔

اسال یہ ذرہ بے مقدار عازم حرمین شریفین ہے۔ اگر آپ تشریف فرما ہوں تو اطلاع دیجئے تاکہ شرف نیاز حاصل کر سکے۔ سہیوال میں ہونوالے اجلاس برائے دارالعلوم کی شرکت کی دعوت ملی ہے اسمیں شرکت کا وعدہ بھی کر لیا لیکن دیوبندی اکابرین نے حج کے بعد رکھنے کی درخواست کی ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحقؒ کی زیارت کی تمنا: سفر پاکستان کے موقع پر اکوڑہ خٹک کی

زیارت کی تمنا قلب کی بڑی آرزو ہے۔ آپکے والد ماجد دیوبند تشریف رکھتے تھے تو دور سے انکی زیارت کا شرف نصیب ہوتا۔ شکل و صورت محفوظ ہے لیکن خاکسار اس وقت جاہلیت کے دور سے گزر رہا تھا یعنی انگریزی پڑھ رہا تھا اسلئے حضرت موصوف سے ہمنشینی و ہم کلامی کا شرف بھی نصیب عاجز نہ تھا۔ خدائے تعالیٰ انکے عل ظلیل کو آپ اور خدام پر طویل تر فرمائے۔ میری جانب سے انکی خدمت اللہ میں یا رسول اللہ ﷺ میں ابرار ہیں اگر دیں۔ نقش دوام پر آپکا تبرہ باصرہ

نوازیں ہوا انتظار ہے اور ہے گا۔ نضر اللہ وجہک یوم القيامة ووفقک اللہ لسماع الحق
وقد سماک اللہ تعالیٰ سمیع الحق فعلیک سماع الحق۔
والسلام واکرام۔ انظر شاہ کشمیری (مدرس دارالعلوم دیوبند صاحبزادہ مولانا انور شاہ کشمیری)

۱۲۵ ستمبر ۱۹۷۹ء - برادر م مولانا سمیع الحق صاحب۔ سلام مسنون۔ امید ہے کہ مزاج سامی بعافیت ہوگا۔ الحق
برادر بکفی رہا ہے۔ بلکہ اس کا بڑا انتظار رہتا ہے۔ الحمد للہ دینی، مذہبی، اخلاقی، ہر ہر گوشہ پر مضامین مل جاتے ہیں۔ جنہیں
پڑھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے۔

”الحق“ کا شدت سے انتظار: پرچہ ماشاء اللہ اپنی گونا گوں خصوصیات کی وجہ سے بہت پسندیدہ ہے اور بے
حد مقبول ہے۔ جب آ جاتا ہے تو اسے بعد مطالعہ ہی رکھنے کو جی چاہتا ہے۔ صد سالہ کی تیاریاں زور و شور سے ہو رہی
ہے۔ دعاؤں کی ضرورت ہے کہ یہ اجلاس دارالعلوم کے شایان شان ہو جائے اور قاضی برادری بلکہ مسلمانان ہند و پاک
کو اس سے بیحد فائدہ ہو۔ مولانا سالم صاحب تو پاکستان تشریف لے گئے ہیں۔ میرے ایک عزیز شاگرد جو دارالعلوم
کے فاضل ہیں اور جامعہ طیبہ دارالعلوم دیوبند کے سال چہارم کے طالب علم ہے انہوں نے ایک مضمون اکابر دارالعلوم
کی ان خدمات پر جو اردو ادب کے سلسلہ پر ہیں تحریر کیا ہے۔ مضمون بہت پسند کیا گیا یہاں یو پی کے اجلاس کے موقع
پر پڑھا گیا۔ اور لوگوں کا تو یہ خیال بھی ہوا کہ اس موضوع پر مستقل کتاب تیار کی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ یہ مضمون روانہ
کر رہا ہوں۔ الحق کی کسی قریبی اشاعت پر اسکو شائع فرمادیں۔ انشاء اللہ مفید ثابت ہوگا اور اکابر دارالعلوم کی ایک
خدمت ہوگی۔ قبلہ والد صاحب کی خدمت پر سلام مسنون عرض کر دیں۔
والسلام انظر شاہ

صفر ۱۳۹۹ھ برادر م محترم مولانا سمیع الحق صاحب زید لطفہ۔ سلام مسنون! ”الحق“ کا شمارہ برائے صفر
انظر ۱۳۹۹ھ نظر افروز ہوا۔ اس وساطت سے خان غازی کا لمبی (۱) کے تازہ افکار سے واقفیت ہوئی۔
شیخ الحدیثؒ کی ڈاکٹریٹ کی ڈگری کا قبول کرنا ڈگری کا اعزاز ہے: آپ کے والد ماجد کیلئے
ڈاکٹریٹ کی ڈگری پر مبارکباد پیش کرنے کی خاطر عرضہ کھنچا جہا تھا، لیکن دارالعلوم دیوبند کے سابق مدیر اہتمام
مولانا حافظ احمد صاحبؒ کیساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ تردد کا موجب رہا، سنا ہے کہ حافظ صاحب کو برطانوی سرکار سے
جب ”شمس العلماء“ کا خطاب ملا تو متعلقین میں سے ہر ایک نے مبارکباد پیش کی۔ لیکن مرحوم کے خاص الخاص حاشیہ

(۱) دہلی کے جناب خان غازی کا لمبی سا گنمہ افکار ہے الحق کو فائدہ پہنچا ہے اس میں انہوں نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا شجرہ
پہنائوں اور افغانوں سے جوڑا اس خط میں کتب نگار نے اس کا بھرپور تعاقب کیا۔
© rasailqjaraid.com

نشین مشہور مناظر مولانا مرتضیٰ صاحب چاند پوری ہدیہ تحریک پیش کرنے کیلئے حاضر نہ ہوئے۔ بجانب دیگر حافظ صاحب بے حد حساس بلع و نازک مزاج تھے۔ اس غیبت پر انہیں گرانی تھی کہ اچانک ایک روز مولانا مرتضیٰ صاحب نے حاضری دی اور مبارکباد پیش کرنے کا ایک نیا عنوان اختیار کیا۔ بولے ”کہ شمس العلماء کا خطاب کہاں ہے؟“ کہ میں اسے مبارکباد دوں! چونکہ حافظ صاحب نے اسکو قبول فرما کر اسے عزت بخشی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ڈاکٹر بیٹ کی رسوائی عام سرگندگی کے بعد یہ کھلی سربلندی ہے کہ آپ کے والد ماجد نے اسے قبول فرمایا۔ اس سے موصوف کے اختصاص میں کوئی اضافہ نہیں ہوا بلکہ اس اعزاز کا اعزاز ہے کہ ایک مستند و ثقہ ربانی و حقانی عالم نے اسے قبول کر لیا۔ **فللہ الحمد**

خان غازی کا بلی کا دنیا کو خان بنانے کا منصوبہ: **والامر للسانی** محترم خان غازی کا بلی کے ارشادات و نگارشات پر کیا عرض کروں دنیا کو خان بنانے کا منصوبہ بند کام جو موصوف نے شروع کیا ہے اس پر یہی عرض کیا جاسکتا ہے۔ **ناؤک نے تیرے صید نہ چھوڑا ہے زمانہ میں** **ترپے ہر مرغ قبلہ نما آشیانے میں**

اگر دارالعلوم میں (۱) باب الظاہر کی موجودگی دارالعلوم کی پٹھانیت کی علامت ہے تو پھر خوافین کے جہاں جہاں قدم پہنچے وہ صرف ان کا مفتوحہ علاقہ نہیں بلکہ خان غازی کی چابکدستیوں کے نتیجے میں نلی پٹھان بن گیا۔ اس بنائے فاسد علی الفاسد پر اب عرض و معروض کی گنجائش ہی کیا رہی۔ ذرا سوچئے تو حضرت شاہ صاحب کے افغان ہونے کی دلیل خان کے ذنبیل علم میں ان کا پشتو جاننا ہے حالانکہ پشتو جاننا بجائے خود تحقیق طلب ہے، لیکن پنجابی تو مرحوم یقیناً جانتے تھے۔ اسلئے انہیں پنجابی بنانے میں خان غازی کو کوئی دشواری پیش نہیں آئیگی اور چونکہ ان کا اکثر کلام منثور یا منظوم فارسی میں ہے اسلئے انہیں ایرانی کہنے میں کیا مضائقہ؟ اور عربی تقریر و تحریر میں تو شاہ صاحب طاق تھے اس لئے وہ مجازی بھی ظہرے۔ مولانا اسد میاں گجراتی طلاق سے بول لیتے ہیں تو کیوں نہ انہیں گجراتی بتا دیا جائے اور وہ بنگالی خوب بول لیتے ہیں اسلئے جمہکادے کر انہیں بھگدیشی تو ضرور قرار دیا جاسکتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ شاہ صاحب مرحوم کے آباؤ اجداد کا افغان سے کوئی علاقہ ہی نہیں ان کے بزرگ بغداد سے اٹھے ملتان میں اترے لاہور سے گزرے اور کشمیر کے ہمیشہ کے لئے باشندہ ہو گئے۔ گویا کہ ”ہیرے بود پیرے داشت گم کرد۔ بازیافت“ اتنی مختصر داستان کو خان کھینچ تان کر قصہ یوسف و زلیخا“ بنانا چاہتے ہیں۔ میں نے یہ کب تسلیم کیا تھا کہ شاہ صاحب وادی نیلاب سے اٹھ کر لولاب پہنچے خان کی بنیادوں کی طرح معلوم ہوتا ہے ان کا استنباط بھی طبع زادی رہتا ہے۔ کشمیر میں انکے مورث اعلیٰ شاہ مسعود زوری کا مزار مرجع خاص و عام ہے بلکہ آغوش میں نامور اولاد بھی سوتی ہے کیا ایک نام کی متحدہ شخصیتیں نہیں ہو سکتیں؟ تو پھر

(۱) دارالعلوم کا ایک احاطہ باب الظاہر جو افغانستان کے بادشاہ ظاہر شاہ سے منسوب تھا۔ مہتمم دارالعلوم قاری محمد طیب قاسمی کے سفر افغانستان اور ظاہر شاہ مرحوم سے ملاقات کے نتیجے میں عطیہ شامی سے انکی تعمیر ہوئی تفصیلات قاری محمد طیب مرحوم کے سفر نامہ کا مل میں ہیں۔ حضرت والد ماجد قدس سرہ اسی باب الظاہر میں مذکور ہے۔

افغانی بابا مسعود کو ”شیخ مسعود ضروری“ بنانے کی کیا معقول وجہ ہے؟ اس پر کچھ شاخیں و سلسلے تحریر فرما کر خاکسار سے تعین و تشخص کا مطالبہ اور بھی حیرت انگیز ہے۔ صرف مفتی عتیق الرحمن صاحب کے مقالہ میں کشمیری کی تصریح نہ ہونے یا لوح مزار پر اس نسبت کے ترک کو ایک تاریخی انکشاف بنانا خان کا پھنچا قلم ہی کر سکتا ہے۔ ریاست کشمیر اگر صرف اس وجہ سے افغان علاقہ ہے کہ وہاں کبھی ان کا تسلط رہا تو پھر پورے ہندوستان کو انگریزی علاقہ کیوں نہ قرار دیجئے۔ جبکہ یہاں رابع صدی پہلے یونین جیک طمطراق سے لہراتا رہا۔ خان والا شان کی محیر العقول نگارش سے بہر حال بلکہ ایک تجربہ تو ضرور ہوا کہ ”خوانین“ ”دل پھینک“ ہونے میں بڑے تیز رفتار واقع ہوئے ہیں۔ راقم الحروف کو پچاس سالہ میں معشوق ہی بنا ڈالا حالانکہ احقر اب سبزہ آغا ز تو کیا ہوتا غالیچہ و رخسار سفید پھونس ہے۔ بے ریش و بدوت ہونے کے نام مسعود عہد میں بھی یہ سرٹیفکیٹ مجھ لٹھ نہیں ملا تھا۔ بہر حال موجودہ اپنی ارزانی نرغ کے دور میں خان نے جو نرغ بالا کن کا فیصلہ فرمایا اس پر دلی شکر یہ پیش کرتا ہوں۔ والا شان خان کو میری گزارشات گانیاں نظر آئیں اس پر صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اپنے والد محترم سے نیاز مندانہ سلام عرض کر دیجئے خدا کرے آپ بعافیت ہوں!

فقط والسلام مع الاکرام انظر شاہ۔ خادم التدریس بدار العلوم دیوبند

۲۱ محرم ۱۴۰۴ھ برادر مکرم و محترم جناب مولانا سراج الحق صاحب! شکر اللہ مساعیکم۔ تحفہ مسنونہ۔ سال گزشتہ پاکستان حاضری کے موقع پر آپ سے نیاز حاصل نہ ہونے کا قلق برابر محسوس کرتا رہا۔ معلوم ہوا تھا کہ آپ حرمین شریفین تشریف لے گئے ہیں اور واپسی بھی میری موجودگی میں اس وقت ہوئی جب میں مراجعت وطن کیلئے یابہ کا ب تھا۔ ”اکوڑہ خٹک حاضری دی تھی اور حضرت المحترم شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ادا م اللہ غلہ سے شرف نیاز حاصل ہوا“ آپ کی درس گاہ کی زیارت کی سعادت بھی نصیب ہوئی، مزید حضرت مدظلہ کے خوان کرم سے ذلہ ربائی نصیب ظلوم و جہول تھی۔ اپنے بزرگوں میں سے کسی اہم شخصیت کا یہ مقولہ کانوں میں پڑا ہوا ہے کہ ”صاحبزادے بڑی مشکل سے کسی کے معتقد ہوا کرتے ہیں“ اور حضرت مرزا مظہر جانجناں کا یہ ارشاد تو ان کے مکتوبات میں نظر سے گزرا کہ ”نازک مزاجی لازم صاحبزادگیت“

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کے بارے میں تاثرات و مشاہدات: لیکن کسی مبالغہ اور تو ریبہ کے بغیر عرض کرتا ہوں کہ آپ کے والد ماجد مدظلہ سے پورے پاکستان میں ایک گہرا تاثر لیا، مصوویت، سادگی، عالمانہ شان، فقیرانہ جلال، شکوہ دین، آثار بے سرو سامانی، جسم زریا پر ہر ایک اپنی مناسب جگہ پر موجود ہے، دولت کدہ کے اس حصہ میں دسترخوان بچھایا جس کی قدامت و کهنگی صدیوں قبل کے علماء بانی کی یاد تازہ کرتے تھے۔ بصورت نقد تمبرک بھی عنایت فرمایا۔

جس کے لینے پر یہ حقیر متامل ہوا تو یہ جملہ بھی زبان مبارک پر آ کر سامعہ میں رس گھولتا تھا۔ ”چلو بس ہو چکا“ تازہ الحق کے شمارے میں یہ پڑھ کر دل دھک سے ہو گیا کہ حضرت تشویش ناک علالت میں مبتلا ہو کر داخل ہسپتال ہیں۔ خدا تعالیٰ مدظلہ کو عاجلہ و کاملہ و مستمرہ صحت عطا فرمائے۔ کہ قحط الرجال کی سیاہ چادر کائنات پر پھیلتی جا رہی ہے اور پاکستان تو آثار کہنہ سے آئے دن خالی ہوا جاتا ہے۔ ان احوال پر حضرت مدظلہ کا جو اقدس مفتحات روزگار ہیں۔ میری جانب سے حقیر سلام پیش فرما کر مزاج پر سی فرمائیں۔ اور عرض کر دیں کہ دور افتادہ معروف دعا صحت ہے۔ واللہ سمیع علیم

فانہ مجیب الدعوات

قاری طیبؒ کے بارے میں الحق کے خصوصی اشارہ کی تجویز: الحق برابر پہنچتا ہے جس کیلئے شکر گزار ہوں حضرت مہتمم صاحبؒ کا آپ کے مجلہ پر بہت حق ہے۔ اسکی ادائیگی ابھی نہیں ہو سکی کاش کہ مرحومؒ کے شایان شان آپ کوئی نمبر نکالتے۔ مرحوم اس دور میں ”دیوبندیت“ کی علامت تھے۔ زندگی کے آخری مراحل پر مبر سکوت استغناء کے ناقابل شکست مظاہرے فرما کر اسلاف کی مجسم تصویر اور ہماری تابناک ماضی کی متحرک یادگار بن گئے۔ ویسے مجھے یقین یہ ہے کہ زمانہ جوں جوں قدم آگے بڑھائے گا۔ غلط فہمیوں کے پردے چاک ہو گئے اور محسوس ہو گا کہ حلقہ دیوبند نے جواز شرق تا غرب پھیلا ہوا ہے گو ہر شب چراغ کھودیا ہے۔ وہ اپنی صورت اور سیرت، مکارم اخلاق، بلند و بالا شخصیت کے اعتبار سے دیوبند جیسے عظیم مکتبہ فکر کے بچے سجائے مدیر تھے اور انہیں اس مکتبہ فکر کی ترجمانی کیلئے خدا تعالیٰ نے منتخب فرمایا تھا۔ فرحمہ اللہ رحمة واسعة۔ خدا کرے کہ مزاج سامی بعافیت ہوں۔

والسلام : انظر شاہ کشمیری دیوبند

فروری ۱۹۸۷ء الحق کے مضامین مرغوب خاطر اور غذائے روحانی: بلاشبہ کذب بیانی و آمیزش مبالغہ عرض ہے کہ الحق کے مندرجات (۱)، گراں قدر مقالات، بلند پایہ مضامین، وحلی دھلائی نگارش، مرغوب خاطر اور غذائے روحانی ہے۔ پھر یہی نہیں کہ میں اک اک سطر سے استفادہ کرتا ہوں۔ مستفیدین کا ایک غول ہے جن میں یہ میخندہ یکے بعد دیگرے گھومتا ہے اور کبھی کسی عالم کو اتنا پسند ہوتا ہے کہ وہ اس کے سرقہ کو بھی جائز سمجھتا ہے۔ میں بھی مجبوراً فقط قطعوا اید یلہما کے حکم پر عمل نہیں کرتا۔

مولانا عبید اللہ سندھی کی محبذ و بیت: ایک بار مجلہ اعظم مولانا عبید اللہ سندھی المغفور ہمارے ہی غریب خانہ پر اس شان سے وارد ہوئے کہ گریبان چاک، سراقہ کلاہ فضیلت سے بے نیاز اور قدم سیاست کی پر خار وادی کو خون

سے لالہ زار بنانے کیلئے برہنہ، میری والدہ مرحومہ نے والد مرحوم حضرت علامہ کشمیریؒ سے مجددِ سندھی کی بلند پایہ کلمات میں تعریف سنی تھی۔ جب اندرون خانہ اس حالی زار کی اطلاع پائی تو فوراً بازار سے سندھی مرحوم کیلئے قیمتی جوتا مہیا کر آیا۔ مولانا مرحوم ہمارے ہاں سے اٹھ کر قریبی مسجد میں نماز کیلئے تشریف لے گئے تو کسی شکر کرنے پر نہ آیا جوتا صاف کر دیا اور لطف یہ کہ مرحوم کے سامنے ہی جب برہنہ پا پھر ہمارے یہاں تشریف فرما ہوئے تو با آدب استفسار کیا گیا کہ حضرت جوتا؟ جواباً ارشاد فرمایا کہ بھائی ایک صاحب نے اٹھا لیا۔ کیا آپ کے سامنے؟ جی ہاں! غالباً وہ مجھ سے زیادہ ضرورت مند تھا۔ میں بھی الحق کے سارقین کے بارے میں یہی سوچ لیتا ہوں۔ پاکستان سے بے پناہ جرائد و رسائل نکل رہے ہیں۔ بلکہ سنا ہے کہ "میرپور" کشمیر سے کوئی رسالہ پکا دگار والد مرحوم بھی، مگر مجھ کنفہ نائراش کو کون یاد رکھتا ہے۔ آپ کے شمارہ سے حضرت المحترم سید الافاضل حضرت مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم کی مجلس شہ ماہ بماء روحانی حاضری کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے تو کیا آپ اس سعادت سے مجھے محروم کرینگے؟ حضرت اقدس سے نیازِ مندانہ سلام عرض کر دیجئے۔ اور اگر بارِ خاطر نہ ہو تو پورے حلقہ احباب سے، خدا کرے کہ مزاجِ سامی بعافیت ہوں۔

انظر شاہ ابن النور شاہ کشمیری دیوبند

۲۵ محرم الحرام ۱۴۰۹ھ ۱۸ ستمبر ۱۹۸۸ء برادر محترم مولانا سید الحق صاحب زید مجدد۔ تحفہ مسنونہ! حضرت شیخ الحدیثؒ کی تعزیت: کل گزشتہ "پاکستان ریڈیو" نے آپ کے والد ماجد اور اللہ مرقدہ کے سانحہ رحلت کی المناک خبر دے کر علمی حلقہ کو ایک گہرے صدمہ میں ہمیشہ کے لئے مبتلا کر دیا۔ آپ کے ملک کے "مرحوم صدر صاحب" (صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق) کے بعد یہ دوسرا دردناک گمراہی سا منہ ہے جس کا الم و کرب، علم و دانش، دین و دیانت، ثقاہت و رزانت سے تعلق رکھنے والے بعدت محسوس کرتے رہیں گے۔ وہ صرف آپ کے باپ نہیں تھے بلکہ جماعت علماء کے روحانی باپ تھے بلکہ برصغیر کے دانشور اور ارباب علم ان کے ظلی شفقت سے محروم ہو گئے۔ رحلت سے دیوبندیت کی بنیاد مل گئی: "پاکستان" میں "دیوبندیت" کی بنیاد مل گئی! اسلاف کا مومنہ منظر عام سے ہٹ گیا! قدیم بزرگوں کی تصویر عائب از نظر ہوئی! زہد و اتقا، توکل و استغناء کی کائنات آباد و تابدار گوہر سے محروم ہو گئی۔ خدا تعالیٰ قلوب کو اس عظیم صدمہ کو برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائے۔ صرف ایک باری زیارت کے خوشگوار اثرات اب تک دل و دماغ کی لوح پر مرتسم ہیں۔ مرحوم کو دیکھ کر بزرگوں کی یاد تازہ ہوتی۔ انکی مجلس میں روح سکون محسوس کرتی، قحط الرجال کے دور میں ان کا وجود تاریکیوں میں منارۃ نور تھا۔ فرحمہ اللہ رحمتہ واسعہ۔ آج صبح دارالعلوم (وقف) میں جلسہ تعزیت اور ایصالِ ثواب کی مجلس ہوئی اور نظہر کے بعد بھی مرحوم کیلئے دعاء ترقی درجات و آخرت کا اہتمام ہوگا۔ سب متعلقین کو مسنون تعزیت پہنچا کر ممنون فرمائیں۔ خدا کرے کہ آپ بعافیت ہوں۔